کلامِ اقبال اور عشقِ مصطفےٰ ﷺ

محمد ریحان
ریسرچ اسکالر شعبہ اسلامک لرننگ، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی۔
ڈاکٹر صفیہ آفتاب
شعبہ اردو، جامعہ کراچی
ڈاکٹر عبید احمد خان
چیئرمین شعبہ اصول دین، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی۔

ABSTRACT

Dr. Muhammad Iqbal is an outstanding poet-philosopher, perhaps the most influential Muslim thinker of the 20th century. His poetry, both Urdu and Persian, is great. Iqbal's philosophy is known as the philosophy of selfhood (KHUDI). His philosophy determines the fact that the purpose of life is the development of inner-self. This goal of human being is definitely achieved by the true love of God, and sincere obedience of His Prophet Muhammad (PBUH). As the holy Quran declares loud and clear: "Say: if you do love Allah, follow me: Allah will love you and forgive you your sins ".

This article is about the gist of Dr. Iqbal's poetry, which is the love and devotion of Allah's beloved Messenger Muhammad (PBUH). Just like Rumi, Dr. Iqbal had a similar pattern of love for the personality of the prophet. He made Him to be the role-model in bringing the socio-political change within the Muslim society of his time. He firmly believes :

If you are loyal to Muhammad, then We are yours

The world is naught: The Pen of Destiny shall be yours

Keywords: Philosopher, Selfhood, Gist, Devotion, Socio-political.

بلاشبہ شاعرِ مشرق حضرت علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ کا شمار دنیا کے عظیم شعراء میں ہوتا ہے۔ آپ فلسفہ، تاریخ اور ادبیات کے نامور عالم اور باکمال استاد تھے۔ یوں تو آپ کو کئی زبانوں سے واقفیت تھی لیکن عربی، فارسی اور اردو زبان پر آپ کو بے مثال دسترس حاصل تھی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو جو صلاحیت ملی تھی وہ اُن کے عہد کے دیگر شعراء کی بانسبت زیادہ عمیق اور ہمہ گیر تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا مقام فنِ شاعری میں بہت بلند ہے۔

حقیقتاً شاعری مشرقی ہو یا مغربی منفرد مقام رکھتی ہے اور اپنے پڑھنے والے پر گہرا اثر رکھتی ہے۔ یہی خصوصیت کلامِ اقبال

میں یہ تمام وکمال موجود ہے۔آپ کا سارا کلام پڑھنے کے بعد ایک سیدھی سادی بات جو ایک عام انسان کی سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ انسان اپنی خفتہ صلاحیتوں قوتوں کو پہچانے، ان سے بھرپور کام لے اور خدا اور اس کے رسول ﷺ سے والہانہ عشق رکھے۔

فردوس میں رومی سے یہ کہتا تھا سنائی　　　مشرق میں ابھی تک ہے وہی کاسہ، وہی آش!

حلاّج کی لیکن یہ روایت ہے کہ آخر　　　اک مردِ قلندر نے کیا رازِ خودی فاش!(۱)

بمصطفی ﷺ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست　　　اگر بہ او نہ رسید ی تمام بولہبی است (۲)

علامہ اقبال تمام حیات اس پیغام کا بانگ دہل تاکیدی الفاظ میں اعلان کرتے رہے کہ اے اللہ کے بندوں! اے مسلمانوں! اپنے آپ کو مصطفی ﷺ تک پہنچاؤ، کیونکہ آپ ﷺ ہی کی ذات گرامی سارا دین ہے۔اگر تم وہاں تک رسائی حاصل نا کر سکو تو سمجھ لو کہ تم اسلام سے دور ہو اور بولہبی میں گرفتار ہو۔　　　علامہ اقبال رحمہ اللہ عشق کو ہی باعثِ تکوین کائنات تصور کرتے ہیں۔اور یہ حقیقت ہے کہ انسان سوائے عشق کے اپنی زمام کسی کے حوالے نہیں کرتا۔عشق ہی اسے خود سپردگی سکھاتا ہے۔عشق ہی اسے اپنی رضا کو محبوب کی رضا کے سپرد کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔چنانچہ علامہ اقبال رحمہ اللہ فرماتے ہیں !

عشق دمِ جبریل، عشق دلِ مصطفی ﷺ　　　عشق خدا کا رسول ﷺ، عشق خدا کا کلام (۳)

اسی نسبت سے ڈاکٹر طاہر فاروقی تحریر فرماتے ہیں: ''اس عشق کی برکت سے عاشق کو بے پناہ قوت حاصل ہو جاتی ہے وہ ابو الوقت اور ابوالحال بن جاتا ہے۔النفس و آفاق اس کے زیرِ نگین ہوتے ہیں اور وہ جن و ملائکہ کو اپنے صید زبوں سمجھنے لگتا ہے۔'' (۴)

چنانچہ علامہ اقبال فرماتے ہیں: عشق کی ایک جست نے طے کر دیا قصہ تمام　　　اس زمین و آسمان کو بے کراں سمجھا تھا میں (۵)

علامہ اقبال کے نزدیک عشق زندگی کی ایک اعلیٰ ترین تخلیقی استعداد ہے یہ عشق ہی ہے جو انسانی کارناموں کو حیات دوام بخشتا ہے جیسے مسجد قرطبہ (اسپین) اور تاج محل (آگرہ)۔لہٰذا علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ عشق کو موت نہیں۔

مرد خدا کا عمل عشق سے صاحبِ فروغ　　　عشق ہے اصل حیات، موت ہے اس پر حرام (۶)

اگرچہ ''عشق'' کا لفظ کلام پاک میں مذکور نہیں، لیکن اقبال کی مراد اس لفظ سے محبت ہے اور حُب کا لفظ اس آیت میں موجود ہے۔یعنی عشق کا تصور اس آیت سے مقتبس ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ o (۷) '' ایمان والے اللہ ہی سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔''

پروفیسر یوسف سلیم چشتی صاحب اپنی کتاب ''شرح ضرب کلیم '' کے صفحہ نمبر ۴۳۰ میں علامہ اقبال رحمہ اللہ کی شاعری یاان کی مذہبی فکر کا محور جو عشقِ رسول ﷺ ہے اور ان کا سرمایہ حیات ہے وہ اس حدیث نبوی ﷺ سے مربوط ہے: لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔ (۸) ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اپنے والدین، اپنی اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔''

عشقِ رسول ﷺ یا حبِ رسول ﷺ سے مراد نبی کریم ﷺ سے صرف زبانی یا ظاہری محبت نہیں بلکہ قلبی اور عملی اتباع کا مظاہرہ بھی ہے۔ جس کی وضاحت ڈاکٹر حافظ محمد طفیل صاحب اس طرح فرماتے ہیں: ''حب رسول ﷺ سے مراد یہ ہے کہ خاتم الانبیاء و مرسلین، رحمت للعالمین، سید الثقلین، نبی الحرمین، سرور کائنات اور محسن انسانیت حضرت محمد مصطفی ﷺ اور احمد مجتبیٰ ﷺ کیساتھ دل کی گہرائیوں، عقل و شعور کی پنہائیوں اور انسانی بساط کی گہرائیوں سے محبت، الفت، چاہت اور عظمت کا اس طرح مظاہرہ کیا جائے کہ انسان کے فکر و عمل سے یہ حقیقت عیاں ہو کہ یہ اعلی وارفع ہستی، "بعد از خدا بزرگ توئی" کا حقیقی مصداق ہو۔ کہ خالق کائنات اور رب العالمین کی پیدا کردہ مخلوق میں وہ سب سے عظیم اور سب سے بزرگ ہیں اور تمام فرشتے جن وانس اور دیگر مخلوق سے وہ بلند و بالا اور عظیم تر ہیں۔'' (۹)

علامہ اقبال رحمہ اللہ کے نزدیک عشقِ رسول ﷺ سرّ دین ہے اور وسیلۂ دنیا بھی۔ اس کے بغیر انسان نہ دین کا ہے اور نا ہی دنیا کا۔ چنانچہ علامہ اقبال فرماتے ہیں :　　ہر کہ از سرّ نبی ﷺ گیرد نصیب　　　ہم بہ جبریل امیں گردد قریب (۱۰)

جو کوئی بھی نبی کریم ﷺ کے راز (شریعت) سے حصہ پاتا ہے وہ وجبریل امیں (جو حکمت کی علامت ہیں) کے بھی قریب آجاتا ہے۔ اسی مثنوی میں آگے چل کر مزید فرماتے ہیں :

می ندانی عشق و مستی از کجاست ؟　　　ایں شعاع آفتاب مصطفی ﷺ ست

زندہ تا سوزِ اُو در جان تست　　　ایں نگہ دارندہ ایمانِ تست (۱۱)

کیا تو نہیں جانتا کہ عشق و مستی کہاں سے حاصل ہوتی ہے (یہ عشق و مستی) حضور سرور کونین ﷺ کے آفتاب کی شعاع ہے تو اس وقت تک زندہ ہے جب تک اس (آفتاب) کی تپش تیری روح میں ہے اور یہ تپش تیرے ایمان کی محافظ ہے۔ مزید برآں اسرارِ خودی کے یہ اشعار حضور انور ﷺ کی محبت میں جس انداز سے لکھے گئے ہیں وہ اہل دل کے لئے متاعِ گراں مایہ ہیں۔

دردِ مسلم مقام مصطفیٰ ﷺ است　　　آبروے ما ز نامِ مصطفی ﷺ است

طور، موجے از غبارِ خانہ اش　　　　　　کعبہ رابیت الحرم کاشانہ اش

کمتر از آنے زاو قاتش ابد　　　　　　کاسبِ افزایش از ذاتش ابد

بوریا ممنون خواب راحتش　　　　　　تاجِ کسریٰ زیرِ پائے اُمتش

در شبستان حرا خلوت گزید　　　　　　قوم و آئین و حکومت آفرید (۱۲)

اقبال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مصطفی ﷺ کا مقام مسلمانوں کے دل میں ہے ہماری عزت آپ ﷺ کے نامِ مبارک سے ہے۔ کوہِ طور آپ ﷺ کے دولت خانہ کی گرد کی ایک لہر ہے۔ اور آپ ﷺ کا کاشانہ مبارک کعبہ کے لیے بیت الحرم کا درجہ رکھتا ہے ابد حضور ﷺ کے اوقات کے ایک پل سے بھی کم تر ہے۔ وہ حضور ﷺ کی ذات مبارک سے فیضان حاصل کرنے والا ہے چٹائی حضور ﷺ کی راحت بھری نیند کی احسان مند ہے۔ کسریٰ کا تاج آپ ﷺ کی امت کے پاؤں تلے ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے غارِ حرا میں خلوت گزینی اختیار کی اور ایک قوم ایک (عظیم) آئین اور ایک (عظیم) حکومت دنیا کو دی۔ جناب فقیر سیّد وحید الدین صاحب اپنی کتاب ''روز گار فقیر'' میں لکھتے ہیں :

"ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم کی سیرت اور زندگی کا سب سے زیادہ ممتاز، محبوب اور قابل قدر جذبہ عشق رسول ﷺ ہے۔ ذات رسالت مآب کے ساتھ انھیں جو والہانہ عقیدت تھی اس کا اظہار ان کی چشم نمناک اور دیدۂ تر سے ہوتا تھا کہ جہاں کسی نے ان کے سامنے حضور ﷺ کا نام لیا ان پر جذبات کی شدت اور رقت طاری ہو گئی اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ کا نام آتے ہی اور ان کا ذکر چھڑتے ہی اقبال بے قابو ہو جاتے تھے۔ آپ کی شاعری کا خلاصہ، جوہر اور لب لباب عشقِ رسول ﷺ اور اطاعتِ رسول ﷺ ہے۔ میں نے ڈاکٹر صاحب کی صحبتوں میں عشقِ رسول ﷺ کے جو مناظر دیکھے ہیں ان کا لفظوں میں اظہار بہت مشکل ہے۔'' (۱۳)

اقبال عاشق رسول ﷺ ہیں اور چاہتے ہیں کہ سب مسلمان حقیقی معنوں میں آنحضور ﷺ کے عاشقِ صادق بنیں اور آپ ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہوں۔ جس کا ذکر آپ کے اس شعر میں مضمر ہے۔

ہر کہ عشقِ مصطفی ﷺ سامانِ اوست　　　　　　بحر و بر در گوشۂ دامانِ اوست (۱۴)

علامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہر وہ شخص جس کے دل کا سرمایہ آنحضور ﷺ کا عشق ہے، بلا شبہ وہ دنیا پر متصرف ہے۔ آنحضور ﷺ کی اطاعت اللہ تعالی کی اطاعت، آپ ﷺ سے وفا اللہ پاک سے وفا، آپ ﷺ سے دوستی اللہ پاک سے دوستی اور

آپ ﷺ سے عشق اللہ تعالیٰ سے عشق قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ o (۱۵) ''فرمادیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔''

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز مکتوبات میں فرماتے ہیں: ''اتباع کے معنی یہ ہیں کہ ہر چیز جو محبوب کے اخلاق و عادات، اطوار و گفتار سے میں آئے اسے تقلید کی ڈھن میں محبوب سمجھا جائے۔ یہی رمز اس آیت شریف کے مضمون میں ہے کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ فاتبعونني يحببكم الله (اگر یم خدا سے محبت کے دعوے دار ہو تو تم میرا اتباع کرو، ایسی صورت میں خود خدا تم کو اپنا محبوب بنالے گا)۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی متابعت کا اجر عظیم یہ ہے کہ انسان خدا کی محبوبیت کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔'' (۱۶)

عشق و محبت کا یہ مرتبہ ایمان کا خاصہ اور لازمہ ہے۔ اتباع رسول ﷺ کے بغیر محبت رسول ﷺ تصور میں نہیں آسکتی۔ حضور ﷺ کے نقش قدم پر چلنا، سنت رسول ﷺ اور اسوہ حسنہ کا کامل اتباع، محبت رسول ﷺ کے لئے لازم ہے۔ علامہ اقبال رحمہ اللہ نے جاوید نامہ میں بزبان حلّاج حضور انور ﷺ کے دیدار سے مشرف ہونے کہ نہایت عمدہ توجیہ پیش کی ہے۔ فرماتے ہیں:

معنی دیدار آں آخر زماں حکم او بر خویشتن کردن رواں

در جہاں زی چوں رسول ﷺ انس و جاں تا چو او باشی قبول انس و جاں

باز خود را بیں ہمیں دیدار اوست سنت او سرّے از اسرار اوست (۱۷)

دنیا میں زندگی ایسے بسر کرو جیسے رسول پاک ﷺ کا اسوۂ حسنہ تم کو تلقین کرتا ہے اگر تم ایسا کرو گے تو تم کو جن وانس سب میں مقبولیت حاصل ہو جائیگی۔ آپ ﷺ کی سنت میں ڈوب کر خود شناسی حاصل کرو، یہی آپ ﷺ کا دیدار ہے۔ یاد رکھو کہ آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ اور آپ ﷺ کی سنت آپ ﷺ کے اسرار میں سے ہے۔

الغرض دعویٰ عشق اس وقت تک لایعنی ہے جب تک محبوب ﷺ کا اتباع نہ کیا جائے۔ ایک سچے مومن کے لیے تقلید واتباع رسول ﷺ کا اہتمام کرنا ازبس لازم ہے۔ علامہ اقبال رحمہ اللہ کی نظر میں حقیقی عشق رسول ﷺ کیا ہے ان کے کلام سے ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیں۔ کیفیت ہا خیزد از صہبائے عشق ہست ہم تقلید از اسمائے عشق

کامل بسطام رحمہ اللہ در تقلید فرد اجتناب از خوردن خربوزہ کرد

عاشقی؟ محکم شو از تقلید یار تا کمندِ تو شود یزداں شکار (۱۸)

علامہ اقبال رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شرابِ عشق پی کر کیف ہی کیف حاصل ہوتا ہے۔ مگر خیال رہے کہ تقلید و اتباع عشق کے ناموں میں سے ہی ایک نام ہے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ کہ مثال یاد کرو۔ آپ رحمہ اللہ اتباعِ رسول ﷺ میں اس قدر سر گرم تھے اور تقلیدِ نبوی ﷺ پر ایسے کاربند کہ آپ نے ساری عمر خربوزہ اس لیے نہیں کھایا کہ آپ کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ نبی کریم ﷺ نے یہ پھل کس طرح کھایا تھا۔ اسی کامل تقلید کا نام عشق ہے۔ تو اگر تم عشق کے دعویدار ہو تو یار کی تقلید میں پختہ ہو جاؤ۔ پھر تمہاری کمند میں وہ گرفت آجائے گی کہ وہ یزداں شکار بن جائے گی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِه وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِه فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِه ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ٥ (١٩) ''تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔''

علامہ اقبال رحمہ اللہ جو دل لے کر پیدا ہوئے تھے اسکی تسکین کے لئے ایسا ہی عشق رسول ﷺ لازم تھا۔ اقبال کو زیارت حرمین شریفین کی خواہش زندگی بھر رہی مگر انتہائی آرزو کے باوجود وہ حج نہیں کر سکے۔ تاہم اپنے خیالات کی دنیا میں وہ ہمیشہ اس نعمت سے مستفید ہوتے رہے ہیں۔ ''ارمغان حجاز'' جو کہ علامہ کی آخری کتاب ہے اور انکے انتقال کے بعد نومبر ۱۹۳۸ء میں شائع ہوئی اس کتاب میں کئی ایسی رباعیات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے عالم تصور میں حجاز کا سفر کر رہے ہیں۔ فکر کی گہرائی اور عشق کی شدت ان قطعات کی خصوصیت ہے۔ حضور رسالت ﷺ کے عنوان سے جو فصل شروع ہوتی ہے اس کی ایک رباعی میں فرماتے ہیں کہ میں نے عشق رسول ﷺ میں مست ہو کر محبت کے نغمے الاپنے شروع کر دیے ہیں اور اس بڑھاپے میں مدینہ منورہ کا راستہ اختیار کر لیا ہے ۔ اس پرندے کی طرح جو صحرا میں شام کے وقت اپنے گھونسلے میں جانے کی فکر میں پرواز کے لیے پر کھولتا ہے۔ اقبال فرماتے ہیں :

با یں پیری رہ یثرب گرفتم	نواخواں از سرور عاشقانہ
چو آں مرغے کہ در صحرا سر شام	کشاید پر بفکرِ آشیانہ (۲۰)

پھر عالم خیال میں صحرائے عرب کی سیر کرتے ہیں جہاں (مدینہ طیبہ کے راستے میں) کتنے ہی قافلے درود پڑھتے ہوئے گامزن ہیں :

چہ خوش صحرا کہ در وےّ کارواں ہا	درودے خواند و محمل براند
بہ ریگ گرم او آور سجودے	جبیں را سوز تا داغے بماند (۲۱)

اسی کتاب میں آگے چل کر انتہائی عشق میں یہاں تک کہہ جاتے ہیں :

توفرمودی رہِ بطحا گرفتیم وگرنہ جز تو مارا منزلے نیست (۲۲)

کیونکہ جہاں از عشق و عشق از سینۂ تُست(۲۳)

دنیا عشق سے ہے اور تیرے (آپ ﷺ کے) سینۂ مبارک سے ہی اس عشق کا تعلق ہے ۔ اقبال کے مطابق حضور انور ﷺ کی محبت سب مسلمانوں پر فرض عین ہے۔ درحقیقت آپ ﷺ کی محبت ہی ہمارے ایمان کو مکمل کرتی ہے۔ سچے اور حقیقی عشق کا کمال یہ ہے کہ عاشق کا اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، سونا، جاگنا غرضیکہ اس کے تمام افکار و اعمال وجذبات کا محور محبوب کا عشق اور اس کا تصور ہو۔ خلیفہ عبدالحکیم اپنی کتاب " فکرِ اقبال" میں رقمطراز ہیں: "جس طرح کا عشق رسول اللہ ﷺ کو خدا کے ساتھ تھا اس سے کچھ مشابہ عشق صحابہ کرام کو رسول اللہ ﷺ سے تھا۔ صحابہ کرام میں کوئی شخص دکھائی نہیں دیتا جو استدلال کی بنا پر یا کسی خرق عادت یا معجزے سے رسول ﷺ پر ایمان لایا ہو، ان لوگوں میں عشقِ رسول آپ کی صحبت اور محبت سے پیدا ہوا اور اس محبت میں یہ شدت تھی کہ زن و فرزند اور والدین کی محبتیں اس کے مقابلے میں قابل اعتنا نہ تھیں۔ اس کے بعد اس میں کون شک کر سکتا ہے کہ اسلام عشق سے پیدا ہوا، بلکہ عشق ہی کا دوسرا نام اسلام ہے۔"(۲۴)

اس کی بہترین مثال رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے کا وہ ایمان افروز واقعہ جو خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضي اللہ عنہ کو پیش آیا۔ جس کے مطالعے سے ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ وکذلک قصة عمر بن الخطاب رضی الله عنہ۔قال عبدالله بن ہشام رضی الله عنہ: فقد کان مع النبی صلی الله علیہ وسلم وهو اخذ بیده فقال لہ عمر: یا رسول الله، لانت احب الی من کل شیء الا من نفسی، فقال النبی صلی الله علیہ وسلم : لا والذی نفسی بیده حتی اکون احب الیک من نفسک۔ فقال لہ عمر: فانہ الان، والله لانت احب الی من نفسی، فقال النبی صلی الله علیہ وسلم: الان یا عمر۔ (۲۵) "حضرت عبداللہ بن ہشام کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ کے پاس تھے، جبکہ آپ حضرت عمر کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور عمر آپ سے عرض کر رہے تھے۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھ کو سوائے میری جان کے ہر چیز سے پیارے ہیں اس پر حضور ﷺ نے فرمایا نہیں اے عمر قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب تک کہ میں تیری جان سے بھی تجھ کو پیارا نہ ہوں گا(جب تک تیرا ایمان کامل نہ ہو گا)۔ حضرت عمر نے عرض کیا حضور بے شک آپ ﷺ مجھ کو میری جان سے زیادہ پیارے ہیں۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں اے عمر! اب تمہار ایمان کامل ہوا۔" اس کیفیت میں اب اقبال کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

وہ دانائے سُبل ختم الرُسّل مولائے کل جس نے　　　غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر　　　وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسین، وہی طٰہٰ (۲۶)

کلامِ اقبال سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو چکی کہ علامہ اقبال کی محبت آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی سے عشق کا درجہ رکھتی تھی اور عشق رسول ﷺ ان کی زندگی کا سب سے گہرا، سب سے شدید اور سب سے پائیدار جذبہ تھا جس سے ان کے تمام ذہنی اور فکری رشتے وابستہ تھے۔ الغرض امتِ مسلمہ یہ جان لے کہ اقبال رحمہ اللہ کے کلام کی روشنی میں عشق رسول ﷺ کا صحیح مفہوم و مدعا "اتباع رسول ﷺ" ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ o(۲۷) "جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔"

اقبال ملت اسلامیہ سے فرماتے ہیں : 　بمنزل کوش مانندِ مہِ نو　　　دریں نیلی فضا ہر دم فزوں شو

مقامِ خویش اگر خواہی دریں دیر　　　بحق دل بند و راہِ مصطفیٰ رو (۲۸)

اے مسلمانوں! تم نئے چاند کی طرح منزل کو پانے کی کوشش کرو۔ اس نیلی فضا (آسمان) میں ہر لمحہ بڑھتے رہو اگر تم اس جہاں میں اپنا (کھویا ہوا) مقام پانا چاہتے ہو تو اللہ سے دل لگاؤ اور حضرت محمد ﷺ کے راستے پر چلو (انکی شریعت، سنت اور اسوۂ حسنہ کو اختیار کرو)۔ یہی در حقیقت امت کے اتحاد کی کنجی ہے۔ امت کا احیاء اور وجود عشقِ مصطفےٰ ہے۔ اسی رشتہ سے ملت اسلامیہ قائم و دائم ہے۔ رموزِ بیخودی میں علامہ اقبال رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عشقِ او سرمایہ جمعیت است　　　ہمچو خوں اندر عروق ملت است

عشق در جان و نسب در پیکر است　　　رشتہ عشق از نسب محکم تر است (۲۹)

حضور ﷺ کا عشق ہی ہمارے لئے یکجا رہنے کا سامان ہے۔ یہ عشق خون کی طرح ملت کی رگوں میں دوڑ رہا ہے۔ عشق جان میں اتر جاتا ہے اور نسب صرف جسم تک محدود رہتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ عشق کا رشتہ نسب کے رشتے سے زیادہ مضبوط ہے۔ فی زمانہ ہم نے عشقِ رسول ﷺ کو غیر اہم سمجھ رکھا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم دنیا میں ذلیل و خوار ہیں۔ اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو دل میں جاگزیں کریں اور اپنے عمل سے اس کو ثابت کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم دنیا میں حسبِ سابق معزز و موقر نہ ہوں۔ کائنات میں رونق کا سبب صرف حضور انور ﷺ کا عشق ہی ہے۔ اگر کائنات سے یہ جذبہ عشق معدوم ہو جائے تو وہ خالی اور بے مقصد ہو جائے گی۔

حواشی وحوالہ جات

(۱) کلیاتِ اقبال(اردو)ضرب کلیم، غلام علی پبلیشرز، لاہور، فروری ۱۹۷۳ء، ص۱۱۸

(۲) ایضاً، ارمغان حجاز، ص۴۹

(۳) ایضاً، بال جبریل، ص۹۴

(۴) ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی، اقبال اور محبت رسول، بی پی ایچ پرنٹرز، لاہور، س ن، ص۲۳

(۵) کلیاتِ اقبال(اردو)، بال جبریل، محولہ بالا، ص۹۴

(۶) ایضاً، ص۱۱۲

(۷) القرآن الکریم، ۲:۱۶۵

(۸) محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، دمشق، ۱۴۲۲ھ ء، کتاب الایمان، باب حب الرسول، ص ۱۲

(۹) ڈاکٹر حافظ محمد طفیل، حب رسول کی قرآنی بنیادیں، البغداد پرنٹرز، فیصل آباد، س ن، ص۲۰

(۱۰) کلیاتِ اقبال(فارسی)، پس چہ باید کرد، غلام علی پبلیشرز، لاہور، فروری ۱۹۷۳ء، ص۳۲

(۱۱) ایضاً، پس چہ باید کرد، ص۶۸

(۱۲) ایضاً، اسرار خودی، ص۱۹

(۱۳) سید وحید الدین فقیر، روزگار فقیر، لاہور، ۱۹۶۳ء، جلد اول، ص۹۴، ۹۵

(۱۴) کلیاتِ اقبال(فارسی)، پیام مشرق، محولہ بالا، ص۲۰

(۱۵) القرآن الکریم، ۳: ۳۱

(۱۶) مترجم سید زوّار حسین شاہ، مکتوبات امام ربّانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ، زوّار اکیڈمی، ۲۰۱۴ء، دفتر اول مکتوب ۴۴، ص۱۵

(۱۷) کلیاتِ اقبال(فارسی)، جاوید نامہ، محولہ بالا، ص۱۳۰

(۱۸) ایضاً، اسرارِ خودی، ص۲۲، ۲۱

(۱۹) القرآن الکریم، ۹: ۲۴

(۲۰) کلیاتِ اقبال(فارسی)، ارمغانِ حجاز، محولہ بالا، ص۲۴

(۲۱) ایضاً، ص۲۶

(۲۲) ایضاً، ص۴۶

(۲۳) ایضاً، ص ۵۴

(۲۴) ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم، فکرِ اقبال، زاہدہ نوید پرنٹرز، لاہور، مارچ ۲۰۱۵ء، ص ۱۹۶

(۲۵) صحیح البخاری، محولہ بالا، ص ۱۲۹

(۲۶) کلیاتِ اقبال (اردو) بالِ جبریل، محولہ بالا، ص ۲۵

(۲۷) القرآن الکریم، ۴: ۸۰

(۲۸) کلیاتِ اقبال (فارسی)، ارمغانِ حجاز، محولہ بالا، ص ۶۵

(۲۹) ایضاً، رموزِ بے خودی، محولہ بالا، ص ۱۶۳